سرائیکی لُغت نویسی: آغاز و ارتقا

عصمت اللہ
اسسٹنٹ پروفیسر سرائیکی، گورنمنٹ ایس ای گریجوایٹ کالج، بہاول پور
ڈاکٹر محمد ممتاز خان
اسسٹنٹ پروفیسر سرائیکی، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

SARAIKI LEXICOGRAPHY
START AND DEVELOPMENT

Ismatullah
Assistant Professor of Saraiki
Govt. SE Gradute College, Bahawalpur

Muhammad Mumtaz Khan, PhD
Assistant Professor of Saraiki
Islamia University, Bahawalpur

Abstract

Religious texts of Saraiki are the preliminary samples of dictionary writing in Saraiki. Besides orientalists like Edward O'Brien, Andrew Jukes, James Wilson, the local language experts Akhtar Waheed Ansari, Jamshed Kamtar Rasoolpuri, Dilshad Kalanchvi, Fida-e-Athar, Aslam Qureshi, Bashir Ahmad Zami, Maulana Aziz ur Rehman Aziz, Maulana Noor Ahmad Fareedi, Dr. Mahar Abdul Haq, Qais Fareedi, Shaukat Mughal, Saadullah Khetran etc. contributed a lot in the development of Saraiki dictionary. Though remarkable work on Saraiki lexicography has been done yet a lot more attention is required to produce Saraiki dictionary in light of international standard of lexicography.

Keywords:
محمد بن قاسم، امیر خسرو، مولوی نذیر احمد، شوکت مغل، سرائیکی، لغت، لسانیات

اللہ تعالی نے انسان کو زبان عطا کی ہے جس سے وہ جذبات واحساسات کا اظہار کر سکتا ہے۔اس لیے اسے حیوانِ ناطق کہا جاتا ہے۔ماہرین لسانیات کے مطابق انسان جو بامعنی آوازیں منہ سے نکالتا ہے انھیں لفظ کہا جاتا ہے۔(۱) جب تک بات دل میں رہتی ہے،اس کا اظہار نہیں ہوتا،اسے خیال کہا جاتا ہے۔خیال کے اظہار کے لیے زبان کی ضرورت پڑتی ہے۔جب یہ خیال بامعنی آوازوں کی شکل اختیار کر کے منہ سے نکلتے ہیں تو ان کو الفاظ کہا جاتا ہے۔سرائیکی ماہر لسانیات امان اللہ کاظم (۱۹۴۸ء) کہتے ہیں:

"لفظ جملے کا ایک چھوٹے سے چھوٹا جزو ہوتا ہے۔اس بات کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ لفظ کو تب لفظ کہا جاتا ہے جب وہ زبان سے ادا ہوتا ہے۔" (۲)

زبان اپنا ایک ٹھوس وجود رکھتی ہے ایک ایسا وجود جس کا ہم سائنسی مطالعہ کر سکتے ہیں۔سائنسی مطالعے کے لیے پہلے مشاہدے اور پھر بار بار تجربے کے بعد ہم کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔بالکل ایسے ہی ہم زبان سے نکلنے والی ارادی اور بامعنی آوازوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔جب آوازوں کی پیمائش کی جاتی ہے، ممکنہ تمام اصوات کو زیر بحث لایا جاتا ہے، کئی زبانوں کی اصوات کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو اسے ہم صوتیات یا فونیٹکس کہتے ہیں۔آواز کی تحقیق کے دو طریقے ہیں ایک کو مقام تخلیق (Point of Articultation) اور دوسرے کو طریقہ تخلیق (Manner of Articultion) کہا جاتا ہے۔اس کے بعد جب آوازوں کے بارے میں ابتدائی معلومات مل جاتی ہیں تو پھر اس بات کا مطالعہ کیا جاتا ہے کہ یہ آوازیں کسی خاص زبان میں کیسے اور کہاں کام کرتی ہیں اور ان آوازوں کی آپس میں میل ملاقات کیسے ہوتی ہے اسے فونیمیات یا فونولوجی کہا جاتا ہے۔ڈاکٹر اشرف کمال (۱۹۷۰ء) فونولوجی کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"اس میں تمام زبانوں کی صوتیات کو زیر بحث لا کر اُس کی اصوات میں اختلافات سے بدلتے ہوئے معانی کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔" (۳)

اب یہ دیکھنا کہ لفظ کیسے بنتے اور اُن میں تبدیلی کیسے آتی ہے یہ فونولوجی کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔یہ کام مارفالوجی کرتی ہے۔اس کے بعد یہ دیکھا جاتا ہے کہ لفظ کے معنی کیا ہیں؟الفاظ سے جو جملے بنتے ہیں ان میں الفاظ کا کیا کردار ہوتا ہے اور اس سارے عمل سے انسانی ذہن کا کیا تعلق ہوتا ہے۔لسانیات کی اس شاخ کو معنیات (Semantics) کہتے ہیں۔اس مطالعہ کے نتیجے میں "لغت" وجود میں آتی ہے۔

اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷، شمارہ ۱، مسلسل شمارہ ۲۶۳، سال ۲۰۲۲ء

لغت کے لفظی معنی زبان، بولی، جملہ، تلفظ وغیرہ ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں لغت سے مراد وہ کتاب ہے جس میں کسی زبان کے الفاظ کا تلفظ، ان کے معانی، وضاحت، مترادفات اور دوسری معلومات حروف تہجی کے اعتبار سے دی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر گل عباس اعوان (۱۹۶۴ء) ''لُغت'' کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں:

> "لُغت سے مراد وہ کتاب ہے جس میں کسی زبان کے الفاظ، معنی، حروفِ تہجی کی ترتیب سے بتائے جاتے ہیں، معنی کے مترادف بھی دیے جاتے ہیں تاکہ قاری کو اس لفظ اور اس کے معنی کی مکمل اور بہتر تفہیم ہو سکے۔" (۴)

لغت کسی بھی زبان کی ایک مکمل دستاویز ہوتی ہے۔ یہ کسی قوم کا وہ خزانہ ہے جو اس قوم کو مرنے نہیں دیتا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اگر قوم کی تاریخ فنا ہو جائے مگر اس کی لغت موجود ہو تو وہ قوم پھر سے نئے سرے سے اُبھر کر سامنے آسکتی ہے۔ خالد اقبال (۱۹۶۴ء) لغت کی اہمیت بتاتے ہوئے کہتے ہیں:

> " لغت لفظ کے معانی کی امانت دار ہوتی ہے ایک لفظ محض لفظ نہیں ہوتا اور نہ محض حرف اور صوت کو واضح کرتا ہے بل کہ لفظ جذبات، احساسات اور خیالات کی نقش گری کرتے ہیں۔ جب کہ کسی لفظ کے اجزائے ترکیبی (لفظوں کی بناوٹ) حرف ہوتے ہیں اور زبان کے اجزائے ترکیبی لفظ ہوتے ہیں۔" (۵)

لُغت نگاری کے مراحل

لُغت مرتب کرتے وقت درج ذیل مراحل طے کرنا پڑتے ہیں:

- سب سے پہلے الفاظ کا ذخیرہ اکٹھا کیا جاتا ہے، اس کے لیے پہلا ذریعہ متن ہے جس کے لیے قدیم ترین کتب سے لے کر موجودہ کتب گھنگال کر مشکل الفاظ نکالے جاتے ہیں۔
- ہر لفظ کا ایک کارڈ بنایا جاتا ہے بار بار آنے والے الفاظ کو کاٹ کر خالص لفظ الگ کیے جاتے ہیں۔
- تمام دست یاب ادب سے الفاظ نکالے جاتے ہیں اور ان کی کتابیاتی معلومات یعنی جملہ، صفحہ نمبر، تلفظ اور گرائمر کی ساخت وغیرہ بنالی جاتی ہے۔

- مذکر، مونث، واحد، جمع، اسم، صفت، حرف، فعل، امدادی فعل اور ظرف کے حوالے سے وضاحت کی جاتی ہے۔
- ہر لفظ کی اصل (origin) کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔
- لفظ کے بنیادی معانی بتائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے دوسرے مستعمل معانی بھی بتائے جاتے ہیں۔
- یہ بھی واضح کیا جاتا ہے کہ یہ لفظ مستعمل ہے یا متروک ہو چکا ہے اور اس کا زمانہ کیا ہے یعنی حال، ماضی، یا مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ان سب مراحل کے بعد لُغت تیار ہو جاتی ہے۔

اچھی لُغت کی خصوصیات

اچھی لُغت میں ان خوبیوں کا ہونا ضروری ہے:

- الفاظ کا تلفظ صحیح املا کے ساتھ درج کیا جائے۔
- واضح بتایا جائے کہ یہ لفظ مذکر ہے یا مونث، واحد ہے یا جمع۔
- اگر کوئی پیشہ ورانہ اصطلاح ہے تو اس کی مکمل وضاحت کی جائے۔
- اگر کسی چیز کا تصور واضح کرنے کی ضرورت ہو تو اس کی تصویر بھی دے دی جائے تو بہتر ہے۔
- یہ بھی بتایا جائے کہ وہ لفظ اس زبان کا اپنا ہے یا دخیل لفظ ہے۔

لغت میں وقت کے ساتھ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے کیوں کہ زبان وقت کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اس کے کچھ لفظ مرتے اور دوسری زبانوں کے کچھ نئے لفظ اس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے لغت ان نئے الفاظ کو بھی اپنے اندر محفوظ کر لیتی ہے اس حوالے سے اسلم رسول پوری (۱۹۴۱ء) کہتے ہیں:

> "پرانی لغت تو صرف لفظوں کا قبرستان ہوتی ہے جب تک اس کے اندر نئے لفظ داخل نہ کیے جائیں۔ اس لیے نئی لغت کی ترتیب یا پُرانی لغت کی تجدید کرنے کے لیے از سر نو ایک نئی گلاسری کی ضرورت ہر وقت رہتی ہے۔"(۶)

سرائیکی لغت نویسی کے حوالے سے یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اب تک سرائیکی زبان میں کوئی مکمل اور جامع سرائیکی لغت سامنے نہیں آ سکی۔ ڈاکٹر جاوید چانڈیو (۱۹۶۴ء) کا اس حوالے سے کہنا ہے:

> "سرائیکی زبان کی لغات تیار کرنے کا حقیقت میں ابھی تک آغاز ہی نہیں ہوا۔ البتہ مختلف اوقات میں مختلف ضرورتوں کے تحت چھوٹی چھوٹی لغات لکھی جاتی رہی ہیں۔"(۷)

اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷، شمارہ ۱، مسلسل شمارہ: ۳۶۳، سال ۲۰۲۲ء

۷۱۲ءمیں محمد بن قاسم (۶۹۵۔۷۱۵ء) جب وادی سندھ میں داخل ہوا تو یہاں باقاعدہ طور پر اسلام کی روشنی پھیلی۔ مسلمانوں کا طرز عمل دیکھ کر مقامی لوگ ذوق وشوق سے مسلمان ہونے لگے اور بہت تھوڑے عرصے میں سندھ اور ملتان کے دور دراز علاقوں تک مذہب اسلام پھیل گیا۔ قرآن مجید، احادیث کی کتب اور اسلامی شریعت کے حوالے سے لکھی گئی دوسری کتب عربی یا فارسی زبان میں تھیں۔ اس لیے یہاں کے لوگوں نے اپنی مادری زبان میں دینی تعلیم کے حوالے سے نصاب نامے مرتب کیے۔ ان میں **خالق باری، رازق باری، واحد باری، اللہ باری، قادر نامہ، ایزد باری، صمد باری** اور **حامد باری** شامل ہیں۔ ان میں فارسی سے فارسی، عربی یا سرائیکی میں الفاظ کے مترادف دیے جاتے تھے۔ ان کو سرائیکی لغت کے ابتدائی نمونے کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ہندی زبانوں کے معروف شاعر امیر خسرو (۱۲۵۳۔۱۳۲۵) سے منسوب "نصاب خسرو معروف بہ خالق باری" میں نصف سے زیادہ سرائیکی زبان کے الفاظ شامل ہیں جس کا ایک ایڈیشن ۱۸۷۷ء میں مولوی نذیر احمد (۱۸۳۰۔۱۹۱۲ء) نے چھپوایا۔ اس کتاب کو ڈاکٹر گل عباس اعوان نے **شانِ حقی** لکھا ہے۔

اس کے علاوہ تونسہ کی نواحی بستی سوکڑ کے مولوی خدا بخش صابر جراح (۱۷۹۷۔۱۸۱۵ء) کی مرتب کردہ لُغت **نصاب ضروری** سامنے آئی۔ یہ منظوم لغت تھی جس میں فارسی، عربی، اور ہندی (سرائیکی) کے لفظ ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر لکھے گئے تھے اور ان زبانوں میں موجود الفاظ کی نشان دہی بھی کی گئی تھی۔ اس کا ایک ایڈیشن ۱۸۷۰ء میں مطبع مصطفائی لاہور نے چھاپا۔ سرورق پر کتاب کا نام **نصاب ضروری مع شرح** درج ہے جس میں اصل کتاب کی شرح فتح محمد (۱۸۱۱۔۱۸۸۳ء) نے کی ہے۔(۸) اس میں ۵۶۴ شعر، ۱۱۲۸ مصرعے اور ۴۵۱۲ الفاظ ہیں جن میں سے ہندی (سرائیکی) کے ۱۴۵۰ الفاظ اور فارسی کے تقریباً دو ہزار الفاظ تھے۔ یہ لُغت زبانی یاد کرنے کے لیے لکھی گئی تھی اس لیے اسے یاد کرنا آسان تھا۔ اس لغت کی ابتدائی زبان فارسی تھی جن کے متبادل عربی اور سرائیکی الفاظ لکھے گئے تھے۔ اس میں الفاظ کی تقسیم حروف تہجی کے اعتبار سے نہیں بل کہ موضوعاتی حوالے سے تھی۔

اس کے بعد سرائیکی زبان کی گرائمر، ضرب الامثال اور لغت کے حوالے سے پہلی اہم اور باقاعدہ کوشش ایڈورڈ او برائن (۱۸۳۹۔۱۹۰۰ء Edward O'Brien) کی "Glossary of

"Multani Language" کے نام سے ۱۸۸۱ء میں چھپ کر سامنے آئی۔ اوبرائن سکاٹ لینڈ یارڈ کا رہنے والا تھا۔ ضلع ملتان میں ڈپٹی کمشنر اور ضلع مظفر گڑھ میں سیٹلمنٹ افسر تعیناتی کے دوران اسے سرائیکی زبان اور ثقافت نے متاثر کیا اس کے پاس جھنگ، ڈیرا اسماعیل خان، میلسی، بہاول پور، ڈیرہ غازی خان کے لوگ اپنی زمینوں کے مقدمات کے سلسلے میں آتے تھے۔ جب انھیں ایڈورڈ اوبرائن کی سرائیکی زبان سے دل چسپی کا پتا چلا تو وہ سوغات کے طور پر ملتانی (سرائیکی) زبان کی ضرب الامثال، لوک کہانیاں، لوک گیت، شعر یا دوہڑے وغیرہ لکھ کر لاتے تھے۔ اوبرائن انھیں محفوظ کرتا رہا اور پھر اس نے مقامی عالم مولوی عبدالرحمان اور ایکسٹرا اسسٹنٹ افسر قاضی غلام مرتضی (۱۸۱۸۔۱۸۸۹ء) سے اصلاح کروا کر ایک گلاسری ترتیب دی۔ گلاسری کے چار حصے ہیں پہلا حصہ گرائمر، دوسرا کار آمد الفاظ، تیسرا کہاوتوں، ضرب الامثال اور اشعار جب کہ چوتھا حصہ لغات پر مشتمل تھا۔ لغت میں اٹھارہ سو الفاظ تھے جو حروف تہجی کے اعتبار سے درج کیے گئے۔ اوبرائن کی وفات کے بعد شاہ پور کے سیٹلمنٹ افسر جیمز ولسن (James Wilson ۱۸۵۳۔۱۹۲۶ء) نے ایک مقامی افسر پنڈت ہری کشن کول (۱۸۶۹۔۱۹۴۲ء James Wilson) کی مدد سے اوبرائن کی لغت میں اضافہ اور توضیحات کر کے تقریباً پانچ ہزار الفاظ کی لغت ۱۹۰۳ء میں "Glossary of the Multani Language or South Western Punjabi" کے نام سے چھپوائی۔ اس کے بعد ۱۹۶۲ء میں پٹیالہ ہندوستان سے اس کا تیسرا ایڈیشن اور ۲۰۰۱ء میں سرائیکی ادبی بورڈ ملتان کی طرف سے شوکت مغل (۱۹۴۷۔۲۰۲۰ء) نے سرائیکی رسم الخط میں لکھ کر اس کا چوتھا ایڈیشن شائع کیا۔ گلاسری میں ۱۰۳ صفحات کی لغت تھی جس میں رومن رسم الخط میں سرائیکی الفاظ، گرائمر میں ان کی حیثیت اور پھر ان کے انگریزی معنی لکھے گئے تھے۔ کچھ الفاظ کے جوڑ، تلفظ، املا کا اختلاف بھی درج تھا۔ یہ لغت انگریزی حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کی گئی تھی۔

کینیڈا سے تعلق رکھنے والا اینڈریو جیوکس (Andrew Jukes ۱۸۱۵۔۱۹۰۱ء) پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر تھا اور چرچ مشنری سوسائٹی میں بہ طور میڈیکل مشنری کام کرتا تھا اس سلسلے میں وہ خاصا عرصہ ڈیرہ غازی خان میں قیام پذیر رہا۔ اس دوران اس نے چاروں انجیلوں کا سرائیکی ترجمہ کرنا شروع

کیا۔ سرائیکی زبان سیکھنے کے لیے وہ ۱۸۸۷ء سے ۱۹۰۶ء تک ایک مقامی شخص منشی محمد حسن ولد شیر محمد سے سرائیکی سیکھتا رہا اور ان اٹھارہ سالوں میں انگریزی سے سرائیکی اور سرائیکی سے انگریزی میں پانچ ہزار الفاظ کی ایک لُغت مرتب کی جس میں او برائن کی لغت کے اٹھارہ سو الفاظ بھی شامل کیے گئے۔ یہ لغت ۱۹۰۰ء میں "Dictionary of Jatki or Western Punjabi" کے نام سے ریلجیس بک اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی لاہور کی طرف سے چھپی۔ اینڈریو جیوکس نے اس لغت میں ڈیرہ غازی خاں میں بولی جانے والی سرائیکی کو "جٹکی" کا نام دیا۔ اور بہاولپوری، جعفرکی، کھیترانی، شاہ پوری، ملتانی، ڈیرے وال، ہزاروی، پوٹھوہاری وغیرہ کو اس کی بولیاں قرار دیا۔ جیوکس کے سرائیکی زبان بارے اس نظریے کو ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل (۱۹۴۲ء Christopher Shackle) نے اپنی کتاب "A Century of Saraiki Study in English" میں ایک خط کے ذریعے واضح کیا جو جیوکس نے ۲۳/ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی میں لکھا تھا۔ جیوکس کی مرتب کردہ یہ لغت سرائیکی حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کی گئی جس میں سرائیکی الفاظ کو خط نسخ کے ساتھ ساتھ رومن رسم الخط میں بھی درج کیا گیا ہے۔ جیوکس کی اس لغت میں سرائیکی الفاظ تقریباً موجودہ رسم الخط میں ہی لکھے گئے۔ اس نے سرائیکی کی چار درآمدی آوازیں اور دو انفی اصوات کے لیے الگ نشانیاں بھی مقرر کیں (ہو سکتا ہے اس نے ان کے لیے کوئی خاص ٹائپ رائٹر بھی بنوایا ہو)۔ اس لغت میں افعال اور مصادر کے ساتھ ساتھ ان کے ماضی، حال اور مستقبل کے صیغے اور معروف، مجہول اور متعدی حالتیں بھی دے دی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ الفاظ، محاورے اور مصادر بھی شامل کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ جیوکس نے ۱۸۹۵ء میں چھپنے والی بھائی مایا سنگھ کی پنجابی انگریزی ڈکشنری میں سے ملتانی (سرائیکی) الفاظ نکال کر اپنی لغت میں شامل کیے۔ مزید برآں اس نے جیمز ولسن کی مرتب کردہ لغت کے ۱۳۲۹ سرائیکی الفاظ "Sh" یعنی شاہ پوری کی علامت لگا کر اپنی لغت میں شامل کیے جو ایچ مارٹن کلارک (۱۹۵۹ء H. Martin Clarke) نے الگ کیے تھے۔ یہ سرائیکی زبان میں مستشرقین کی طرف سے کیا جانے والا آخری شان دار کام تھا جو سرائیکی سے انگریزی اور انگریزی سے سرائیکی لغت کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل ثابت ہوا۔

مقامی ماہرین لسانیات کی طرف سے لغت کے حوالے سے سامنے آنے والا ایک اہم کام ملتان کے اختر وحید انصاری (۱۹۰۵۔۱۹۶۸ء) کی طرف سے ۱۹۵۲ء میں چھپنے والی ان کی کتاب **دُرو گوہر** کی صورت میں سامنے آیا جس کے تین حصے ہیں پہلا حصہ ملتانی زبان کی تاریخ، دوسرا ملتانی حروف و ترجمہ اور تیسرا فرہنگ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں پہلی دفعہ ملتانی زبان کے لیے ''سرائیکی'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔ **دُرو گوہر** کی فرہنگ کے بارے میں خالد اقبال لکھتے ہیں:

> "دُرو گوہر کی فرہنگ کو ہم پاکستان بننے کے بعد پہلی سرائیکی فرہنگ کہہ سکتے ہیں۔ اس فرہنگ میں صرف ۵۵۶ لفظ ہیں جنھیں ابجدی ترتیب کے بجائے عنوانات / موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔"(۹)

یہ لغت دراصل اُردو کے متبادل سرائیکی الفاظ کی ہے جو بنیادی طور پر اُردو بولنے والے لوگوں کو سرائیکی سکھانے کے لیے مرتب کی گئی۔ اس کا نیا ایڈیشن ۲۰۰۸ء میں سرائیکی ادبی بورڈ ملتان کی طرف سے چھپ کر سامنے آیا۔

اس کے بعد بہاول پور سے تعلق رکھنے والے ماہر لسانیات بشیر احمد ظامی (۱۹۱۳۔۱۹۸۴ء) کی مرتب کردہ تین حصوں پر مشتمل ۶۹۹ صفحات کی **لغات سرائیکی** ۱۹۶۵ء میں دو جلدوں میں سرائیکی ادبی مجلس بہاول پور کی طرف سے چھپ کر سامنے آئی۔ اس کے پہلے حصے میں سرائیکی اُردو لغت، دوسرے حصے میں محاورے، کہاوتیں، ضرب الامثال اور لوک بول شامل ہیں۔ یہ اُردو زبان میں سرائیکی الفاظ کی پہلی بڑی لغت ہے۔ یہ کام تقریباً ویسے ہی ہے جیسے اوبرائن نے سرائیکی سے انگریزی میں کیا۔ یہ لغت ابجدی ترتیب سے مرتب کی گئی ہے۔ اس میں محاورات اور کہاوتوں کی وضاحت بھی موجود ہے۔ مگر کہیں کسی لفظ کے ساتھ اس کی گرائمر کے لحاظ سے حیثیت متعین نہیں کی گئی۔

۱۹۷۷ء میں جمشید کمتر رسول پوری (۱۹۴۶ء) کی لغت **سمل** کے نام سے چھپ کر سامنے آئی۔ چھیانوے صفحات پر مشتمل اس لغت میں سرائیکی مصادر، ٹھیٹھ سرائیکی الفاظ اور محاورات کے سرائیکی سے اُردو معانی بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد تقریباً بیس ہزار الفاظ پر مشتمل دلشاد کلانچوی (۱۹۱۶۔۱۹۹۷ء) کی مرتب کردہ **لغات دلشادیہ** ۱۹۷۹ء میں سرائیکی لائبریری بہاول پور سے چھپی۔ جس میں اُردو الفاظ کے سرائیکی مترادف بیان کیے گئے ہیں۔ اس لغت کے آخر میں ۱۷۰ اُردو سرائیکی مشترک

الفاظ کا ایک ضمیمہ بھی موجود ہے۔ لغت میں الفاظ کی گرائمر میں حیثیت کا تعین نہیں کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں بہاول پور کے ہی دو مصنفین فدائے اطہر (۱۹۴۵ء) اور اسلم قریشی (۱۹۵۴ء) کی ترتیب دی گئی **نویکلی سرائیکی اردو ڈکشنری** سرائیکی ادبی مجلس بہاول پور سے چھپی۔ جس میں صرف تین حروف "ا، ب، پ" تک کے تین ہزار ایک سو الفاظ کے معانی اور ان کے origin کی وضاحت کی گئی ہے۔ ۹۲ صفحات کی اس لغت میں ان تین حروف سے شروع ہونے والے محاورات اور اکھان بھی درج ہیں۔ یوں یہ لغت کی تعریف پر پوری اترنے والی پہلی کوشش ہے۔

۱۹۸۱ء میں **لغاتِ دلشادیہ** کی دوسری جلد سرائیکی لائبریری بہاول پور نے چھاپی۔ دو سو نواسی صفحات کی اس لغت میں دس ہزار الفاظ شامل تھے۔ یہ خالص سرائیکی الفاظ کی لغت تھی جس میں سرائیکی الفاظ کے زیادہ سے زیادہ مترادفات دیے گئے۔ اس لغت کی ترتیب ابجدی نہیں تھی اور نہ ہی اس میں کسی لفظ کی گرائمر کے لحاظ سے حیثیت کا تعین کیا گیا تھا۔

نواب آف بہاول پور سر صادق محمد خان پنجم (۱۹۰۴ء۔۱۹۶۶ء) کی طرف سے سرائیکی زبان کے عظیم شاعر خواجہ غلام فرید (۱۸۴۵ء۔۱۹۰۱ء) کے دیوان کے ترجمے، لغات اور شرح کے حوالے سے مولانا عزیز الرحمٰن عزیز (۱۸۷۳۔۱۹۴۴ء) کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی جس کی کوششوں سے ۱۹۴۴ء میں پہلی بار **دیوان فرید** اُردو ترجمے کے ساتھ چھپ کر سامنے آیا۔ جس میں ہر شعر اور ہر بند کے ساتھ مکمل لغت بھی دی گئی۔ اس کے بعد مذکورہ کمیٹی کے ایک سرگرم رکن مولانا نور احمد فریدی (۱۹۰۸۔۱۹۹۴ء) نے ۱۹۷۸ء میں **دیوان فرید** ترجمہ لغت اور شرح کے ساتھ چھپوایا تو اسی **دیوان فرید** کو ہی بنیاد بنایا اور اسی دیوان کی لغت اپنے دیوان میں شامل کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر مہر عبدالحق (۱۹۱۵۔۱۹۹۵ء) نے **دیوان فرید** کی ۲۷۱ کافیوں کا ترجمہ کیا تو ان میں استعمال ہونے والے ساٹھ ہزار آٹھ سو سولہ سرائیکی الفاظ کی لغت تیار کی جسے **لغات فریدی** کے نام سے سرائیکی ادبی مجلس بہاول پور سے شائع کیا گیا۔ اس لغت کے بارے میں ڈاکٹر جاوید چانڈیو کا کہنا ہے:

> "ڈاکٹر مہر عبدالحق مرحوم سرائیکی لسانیات کے عالم ہیں اور ملتانی زبان اور اس کا اُردو سے تعلق کے موضوع پر انھوں نے ڈاکٹریٹ کا مقالہ بھی لکھا۔ "لغاتِ فریدی" کا کام بھی ان کے مزاج سے مناسبت رکھتا تھا۔ اُن کے سامنے مولانا عزیز الرحمان عزیز اور

> مولانا نور احمد فریدی کے مرتب کردہ دیوان، لغات، ترجمے اور شرح سمیت موجود تھے مہر صاحب نے پہلے سے موجود لغات سے استفادہ کرنے کے علاوہ الفاظ کی مزید وضاحت اور مشتقات بھی اپنی لغات میں شامل کیے۔ "دیوان فریدی" کی سرائیکی اردو لغات لکھتے ہوئے اوبرائن، جیوکس اور ظامی بہاولپوری کی لغات بھی ان کے پیش نظر رہی ہوں گی۔ اس کا نتیجہ "لغاتِ فریدی" کی صورت میں سامنے آیا جو ہمیشہ فریدیات کے اُردو پرستاروں اور محققین کے لیے آسانیاں فراہم کرتا رہے گا"۔(۱۰)

۱۹۸۷ء میں شوکت مغل نے ڈاکٹر جمیل جالبی (۱۹۲۹ء۔۲۰۱۹ء) کی قدیم اردو لغت میں سے قدیم سرائیکی لفظ الگ کر کے **قدیم اردو کی لغت اور سرائیکی زبان** جھوک پبلشرز ملتان کی طرف سے چھپوائی۔ جس میں دو ہزار سے زیادہ قدیم سرائیکی الفاظ، تراکیب، مصادر، محاورے اور اصطلاحات شامل تھیں۔ یہ لغت جدید حقیقی انداز میں مرتب کی گئی تھی۔ مرتب نے اس میں ہر سرائیکی لفظ کے ساتھ بریکٹ میں موجودہ لہجہ، املا اور تلفظ بھی لکھ دیا تاکہ قاری کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس لغت کے سارے الفاظ ابجدی ترتیب سے لکھے گئے ہیں۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا۔ شوکت مغل نے ہی **دکنی اردو کی لُغت** میں سے دو ہزار اناسی الفاظ الگ کر کے شائع کیے۔ اس کے علاوہ قیس فریدی (۱۹۵۰۔۲۰۱۸ء) کی ۳۲ صفحات پر مشتمل **چند سرائیکی اصطلاحات و مترادفات** ۱۹۹۰ء میں دھریجہ اکیڈمی خان پور سے شائع ہوئی۔ اسی طرح طالب علموں کے لیے ایک ہزار افعال، تراکیب اور اصطلاحات پر مشتمل **اردو سرائیکی مترادفات** شوکت مغل نے مرتب کر کے ۱۹۹۸ء میں شائع کی۔ اس کے ساتھ ساتھ محمد دین گانگا (۱۹۶۷ء) کی ۶۷ صفحات پر مشتمل **سرائیکی تے انگریزی**، شوکت مغل کی ۱۸۸ صفحات کی **سرائیکی محاورے** ، **ساڈا ترکہ** ، **سرائیکی نامہ** (۳۲۸صفحات) ، **سرائیکی مصادر** (۳۸۴صفحات)، اور زبیر احمد (۱۹۷۰ء) کی **حرفِ جمیل** بھی سرائیکی لغت کے حوالے سے قابل ذکر کاوشیں ہیں۔

اس حوالے سے سب سے بڑا کام ۲۰۰۷ء میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کے شعبہ سرائیکی کی طرف سے سعداللہ کھیتران (۱۹۳۰۔۲۰۲۱ء) کی ۷۰۴ صفحات پر مشتمل **پہلی وڈی سرائیکی لغت** کی صورت میں سامنے آیا۔ اس لغت میں تقریباً ۳۸ہزار ۱۵۷۴الفاظ شامل تھے۔ جنھیں حروف تہجی کی ترتیب

سے مرتب کیا گیا۔ یہ لغت جدید انداز میں مرتب کی گئی، جس سے سرائیکی محاورے اور بزرگوں کے اقوال بھی شامل کیے گئے۔ اس لغت میں سرائیکی کی مخصوص آوازوں کو ظاہر کرنے والے حروف پر علامات بھی لگائی گئیں اس کے ساتھ ساتھ بہت سے الفاظ کا تلفظ بھی دیا گیا۔ اس لغت کے بعد ۲۰۱۰ء میں شوکت مغل کی طرف سے تقریباً ۵۵ ہزار اُردو الفاظ، محاورات، تراکیب اور ضرب الامثال کے متبادل سرائیکی الفاظ کی ایک ضخیم لغت چھپ کر سامنے آئی جسے سرائیکی ادبی بورڈ ملتان نے شائع کیا۔ اس میں اردو اور سرائیکی کے مشترک الفاظ کو شامل نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اردو میں استعمال ہونے والے عام انگریزی الفاظ بھی شامل نہیں کیے گئے۔ ان کی بہ جائے اردو میں استعمال ہونے والے الفاظ کے متبادل سرائیکی الفاظ دیے گئے۔

سعد اللہ کھیتران کی **پہلی وڈی لغت** کا نیا ایڈیشن ۲۰۱۶ء میں چھپا جس میں کچھ نئے الفاظ بھی شامل کیے گئے اور مقدمے میں کچھ وضاحتیں بھی دی گئیں۔

شوکت مغل برس ہا برس کی محنت اور عرق ریزی سے تقریباً ایک لاکھ الفاظ پر مشتمل ایک ضخیم لغت ترتیب دے چکے تھے مگر زندگی نے وفانہ کی اور ان کا وہ کام ابھی تک سامنے نہیں آسکا۔

سرائیکی لغت نویسی کے ارتقا سے اندازا ہوتا ہے کہ ابھی اس میدان میں بہت سا کام کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر خالص سائنسی بنیادوں پر ابھی تک لغت نویسی کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ اب تک ہونے والا کام حوصلہ افزا ضرور ہے مگر عالمی معیار کے مطابق سرائیکی لغت نویسی پر کام کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) فیروز اللغات، (لاہور:فیروز سنز، س ن)، ۵۹۷۔

(۲) کاظم، امان اللہ، جامع سرائیکی قواعد، (لاہور: عثمان پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء)،۱۰۵۔

(۳) اشرف کمال، لسانیات، زبان اور رسم الخط، (فیصل آباد:مثالی پبلشرز، ۲۰۱۲ء)،۱۴۲۔

(۴) اعوان، گل عباس، سرائیکی لغت نویسی وچ سعداللہ خان دا مقام و مرتبہ، مضمون مشمولہ، سوجھل سویل، (لیہ: دسمبر۲۰۰۹ء)، ۶۴۔

(۵) اقبال، خالد، سرائیکی زبان،(ملتان:جھوک پبلشرز، ۲۰۱۰ء)، ۸۴۔

(۶) رسول پوری، اسلم، سرائیکی ادب وچ معنی دا پندھ، (رسول پور: سرائیکی پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)، ۳۷۲۔

(۷) چانڈیو، جاوید، دیوان، فرید، (بہاولپور: سرائیکی ادبی مجلس، ۱۹۹۸ء)، ۳۵۳۔

(۸) پرویز، سجاد حیدر، مختصر تاریخ زبان و ادب سرائیکی، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء)،۴۹۔

(۹) اقبال ،خالد،سرائیکی زبان،(ملتان: جھوک پبلیشرز، ۲۰۱۰ء)، ۹۷۔

(۱۰) چانڈیو، جاوید، دیوان فرید، (بہاولپور: سرائیکی ادبی مجلس، ۱۹۹۸ء)، ۳۵۷۔

❖❖❖